صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

ولادت ۱۳۰۰ھ — وفات ۱۳۶۷ھ

مصنف

صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت علامہ

حکیم محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ

ولادت ۱۳۰۰ھ —— وفات ۱۳۶۷ھ

فہرست

تعارف مصنف کتاب

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ

ولادت ۱۳۰۰ھ ——— وفات ۱۳۶۷ھ

از: مولانا مبارک حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور

ولادت باسعادت: صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین بن مولانا معین الدین نزہت بن مولانا امین الدین راسخ بن مولانا کریم الدین آرزو کی ولادت ۲۱ صفر ۱۳۰۰ھ یکم جنوری ۱۸۸۳ء کو شہر مرادآباد یوپی میں ہوئی۔ تاریخی نام غلام مصطفیٰ (۱۳۰۰ھ) ہے۔

تعلیم و تربیت: چار سال کی عمر میں بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کی گئی، آٹھ سال کی عمر میں حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی، اردو

اور فارسی کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور انہیں سے شعر و سخن کی اصلاح بھی لی، ملاحسن تک درس نظامی کی تعلیم مولانا حکیم شاہ فضل احمد امروہوی کی درسگاہ میں حاصل کی، انہیں سے فن طب کی تعلیم پائی اور مہارت حاصل کی، اعلیٰ علوم وفنون کی تحصیل اور دورہ حدیث کی تکمیل حضرت مولانا شاہ محمد گل علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں کی اور ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۰ء میں مدرسہ امدادیہ مرادآباد سے سند فراغ اور دستار فضیلت حاصل کی، اور اسی عارف کامل اور فاضل اجل کے زیر سایہ تصنیف اور فتویٰ نویسی کی مشق کی۔ والد گرامی حضرت نزہت مرادآبادی نے حسب ذیل تاریخ فراغت کہی۔

نزہتؔ نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنا دے دستار فضیلت کی ہے تاریخ فضیلت

۱۳۲۰ھ

بیعت وخلافت:

حضرت صدر الافاضل حضرت شاہ جی محمد شیر میاں پیلی بھیتی کی رہنمائی سے اپنے استاذ گرامی مرشد برحق حضرت شاہ محمد گل

علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خلافت پائی، شیخ المشائخ حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی سے بھی خلافت و اجازت پائی اور امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے بھی خلافت و اجازت سے نوازا اور بے پناہ علمی اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال کیا۔ حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ فرماتے ہیں۔

حضرت صدر الافاضل اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "بہت سے لوگوں کو اعلیٰ حضرت کے دربار سے مختلف قسم کی دولتیں نصیب ہوئیں لیکن مجھے سب سے بڑی دولت ایمان کی اگر کہیں سے نصیب ہوئی تو وہ اعلیٰ حضرت کا دربار گرامی ہے۔ (پاسبان الہ آباد، نومبر ۱۹۵۵ ص ۱۸)

درس وتدریس:

حضرت صدر الافاضل ماہر تعلیم اور متبحر استاذ و مربی تھے، تدریس میں خاص کمال اور نرالا انداز تھا، ملک بھر میں استاذ العلماء،

کے نام سے جانے پہچانے جاتے تھے، نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمٰن خاں شیروانی آپ کے علم وفضل اور تدریسی صلاحیتوں کے بڑے مداح تھے، برصغیر میں آپ کے باکمال تلامذہ کی طویل فہرست ہے، ۱۳۲۸ھ میں آپ نے مرادآباد میں مدرسہ اہلسنت و جماعت کی بنیاد رکھی، جس میں خود بھی دینی علوم وفنون کا درس دیتے تھے، ۱۳۵۲ھ میں حضرت صدر الافاضل کی نسبت سے اس کا نام جامعہ نعیمیہ رکھا گیا، بڑے بڑے افاضل روزگار اس ادارہ سے فارغ ہوئے، یہ جامعہ آج بھی ہندوستان کے اہم دینی مدارس میں ایک ہے اور بحسن وخوبی تعلیم وتربیت کی خدمت انجام دے رہا ہے۔

تصنیف وتالیف:

صدر الافاضل گوناگوں اوصاف و کمالات کے ساتھ عظیم مصنف اور صحافی بھی تھے آپ نے دین ودانش، اصلاح فکر وعمل اور ملی و جماعتی موضوعات پر لگ بھگ دوسو مضامین، و مقالات تحریر فرمائے اور مختلف عنوانات پر حسب ذیل تصنیفی سرمایہ یادگار چھوڑا۔

(۱) تفسیر خزائن العرفان بر کنز الایمان (۲) کتاب مجید کی تفسیر (تفسیر سورہ بقرہ نا مکمل) (۳) الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ (۴) آداب الاخیار فی تعظیم الآثار (۵) اسواط العذاب لقامع القباب (۶) زاد الحرمین (۷) کتاب العقائد (۸) ابتدائی کتاب (۹) سیرت صحابہ (۱۰) سوانح کربلا (۱۱) فرائد النور فی جرائد القبور (۱۲) کشف الحجاب عن مسائل ایصال الثواب (۱۳) مجموعہ فتاویٰ (متعدد جلدیں) (۱۴) تبرکات صدر الافاضل (۱۵) اطیب البیان فی رد تقویۃ الایمان (۱۶) گلبن غریب نواز (۱۷) احقاق حق (۱۸) ارشاد الانام فی محفل المولود والقیام (۱۹) پراچین کال (پہاڑی زبان میں) (۲۰) التحقیقات لدفع التلبیسات (۲۱) مولات (۲۲) ہدایت کاملہ برقنوت نازلہ (۲۳) ریاض نعیم (مجموعہ کلام) (۲۴) شرح ماۃ عامل کی شرح (نامکمل غیر مطبوعہ) (۲۵) نجدیوں کا دین اور ان

کی کتاب "التوحید" کے اسرار (۲۶) ستیارتھ پرکاش کے قرآن پر اعتراض اور ان کے جواب (۲۷) اسلام اور ہندوستان (مرتبہ مبارک حسین مصباحی) (۲۸) حق کی پہچان (مرتبہ مولانا محمد اشرف القادری)

سیاسی وملی خدمات:

حضرت صدر الافاضل نے ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۸ء میں مراد آباد سے ماہنامہ "السواد الاعظم" جاری کیا، جس نے اہلسنت وجماعت کے افکار ونظریات کی ترویج واشاعت اور ملی صلاح وفلاح میں گرانقدر کردار ادا کیا، ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں آپ کی تحریک پر الجمعیۃ العالیۃ المرکزیۃ (آل انڈیا سنی کانفرنس) عمل میں آئی جس نے سیاسی وملی بساط پر بلند پایہ خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۴ء اور ۱۹۲۵ء کے درمیان شدھی تحریک چلی تو اس کے دفاع کے لیے بریلی شریف میں تحریک جماعت رضائے مصطفےٰ کی بنا پڑی آپ

نے آگرہ میں اس کا ہیڈ کوائٹر بنایا، اور مسلسل جدو جہد سے دیگر اساطین اہلسنت کے ساتھ شردھانند کے اس شدھی فتنے کا خاتمہ کردیا۔ آپ نے تحریر وتقریر کے ذریعہ آریوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، قادیانیوں، رافضیوں اور دہریوں کی تردیدیں کیں اور ان میں بعض سے کامیاب مناظرے بھی کیے۔

حضرت صدرالافاضل نے سیاسی وملی سطح پر تحریک گورکل، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، تحریک سوراج، تحریک ترک گاؤکشی، تحریک کھدر، تحریک سنگٹھن، تحریک جمعیۃ العلماء، کانگریس اور ایک قومی نظریہ پر بروقت تنقیدیں کیں ان کی فکری وعملی بے راہ روی کی اصلاحات فرمائیں۔

آپ کے صحیفہ حیات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے آپ محقق ومصنف تھے، مفسر ومحدث تھے، مفتی ومدرس تھے، مفکر وصحافی تھے، شاعر وادیب تھے، قائد وخطیب تھے، نقاد ومناظر تھے، مہتمم ومنتظم تھے اور حکیم وطبیب تھے۔

وصال پرملال:

حضرت صدرالافاضل ۱۸/ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ/ ۲۳/ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو دارفانی سے سوئے فردوس روانہ ہوئے، آپ کا مزار پرانوار جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی مسجد کے بائیں پہلو میں مرجع خلائق ہے۔

مبارک حسین مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور
وایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

دُنیا کا مالک

دُنیا کی ہر چیز اَدلتی بدلتی رہتی ہے اور کبھی نہ کبھی فنا ہو جائے گی۔ کسی نہ کسی وقت وہ پیدا ہوئی ہے تو ضرور ان سب چیزوں کا کوئی پیدا اور ناپید کرنے والا ہے۔ اُس کا نام پاک اللہ ہے وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ وہی تمام جہان کا بنانے والا ہے۔ آسمان، زمین، چاند، تارے، آدمی، جانور اور جتنی چیزیں ہیں سب کو اُسی نے پیدا کیا ہے۔ وہی پالتا ہے سب اُسی کے محتاج ہیں، روزی دینا، جلانا، مارنا اس کے اختیار میں ہے وہ سب کا مالک ہے جو چاہے کرے اس کے حکم میں کوئی دم نہیں مار سکتا۔ وہ ہر کمال و خوبی کا جامع اور ہر عیب و نقصان اور بُرائی

سے پاک ہے، وہ ظاہر اور چھپی چیز کو جانتا ہے کوئی چیز اُس کے علم سے باہر نہیں ہے، جیسے اس کی ذات ہمیشہ سے ہے اُس کی تمام صفات (خوبیاں) بھی ہمیشہ سے ہیں۔ جہان کی ہر چیز اُسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔

ہم سب اُس کے بندے ہیں وہ ہم پر ہمارے ماں باپ سے زیادہ مہربان رحم فرمانے والا، گناہ بخشنے والا، توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

اُس کی پکڑ نہایت سخت ہے جس سے بے اُس کے چھوڑے چھوٹ نہیں سکتا۔ عزّت، ذِلّت سب اُس کے اختیار میں ہے۔ جسے چاہے عزّت دے جسے چاہے ذلیل کرے، جسے چاہے امیر کرے، جسے چاہے فقیر کرے۔ جو کچھ کرتا ہے حکمت ہے انصاف ہے۔ مسلمانوں کو جنّت عطا فرمائے گا۔ کافروں پر دوزخ میں عذاب کرے گا، اُس کا ہر کام حکمت ہے۔ بندوں کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے اُس کی نعمتیں اُس کے احسان بے انتہا ہیں وہی اس کا مستحق ہے

کہ اُس کی عبادت کی جائے اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حی[1]، قدیر، سمیع، بصیر، مُتکلّم، علیم، مُرید ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ نہ بیٹیا۔ نہ اُس کی کوئی بی بی نہ رشتہ دار۔ سب سے بے نیاز۔

نظم

سب کا پیدا کرنے والا — میرا مولا میرا مولا
سب سے افضل سب سے اعلیٰ — میرا مولا میرا مولا
جگ کا خالق سب کا مالک — وہ ہی باقی، باقی ہالک
سچا مالک سچا آقا — میرا مولا میرا مولا
سب کو وہ ہی دے ہے روزی — نعمت اُس کی، دولت اُس کی
رازق، داتا، پالن ہارا — میرا مولا میرا مولا
ہم سب اُس کے عاجز بندے — وہ ہی پالے وہ ہی مارے
خوبی والا سب سے نیارا — میرا مولا میرا مولا

---

[1] حیّ :۔ زندہ کہ نہ سوئے نہ اونگھے نہ اس میں کوئی تغیر آئے (قدیر) قدرت والا جو چاہے کرے (سمیع) سُننے والا (بصیر) دیکھنے والا (متکلّم) کلام فرمانے والا (علیم) جاننے والا (مُرید) ارادہ فرمانے والا۔ ۱۲

اوّل آخر غائب حاضر — اس کو روشن اس پر ظاہر
عالِم دانا واقف کُل کا — میرا مولا میرا مولا
عزّت والا حکمت والا — نعمت والا رحمت والا
میرا پیارا میرا آقا — میرا مولا میرا مولا
طاعت سجدہ اُس کا حق ہے — اُس کو پُوجو وہ ہی رب ہے
اللہ اللہ اللہ اللہ — میرا مولا میرا مولا

سوالات

س :- کیا دُنیا ہمیشہ سے ہے ؟

ج :- جی نہیں ۔

س :- کیا دُنیا ہمیشہ رہے گی ؟

ج :- نہیں ۔ کیونکہ یہاں کی ہر چیز کے لئے ایک عمر ہے ۔ پہلے وہ پیدا ہوتی ہے اور جب تک اس کی عمر ہے باقی رہتی ہے ۔ پھر فنا ہو جائے گی ۔

س :- دُنیا کی چیزوں کا پیدا اور فنا کرنے والا کون ہے ؟

ج :- اللہ تعالیٰ ۔

س:۔ وہ کب پیدا ہوا اور کب تک رہے گا؟

ج وہ پیدا نہیں ہوا نہ فنا ہوگا۔ پیدا وہ چیز ہوتی ہے جو پہلے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ سب کو وہی پیدا کرتا ہے۔ اُس کو کسی نے پیدا نہیں کیا۔ وہی سب کو فنا کرتا ہے اُس کو کوئی فنا نہیں کر سکتا۔

س:۔ کیا اکیلے اسی نے ساری دُنیا بنا ڈالی یا اور کوئی بھی اُس کے ساتھ شریک ہے؟

ج:۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ سب اس کے بندے ہیں اور اس کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ وہ اکیلا تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اُس کی بڑی قدرت ہے۔ کوئی ذرّہ بغیر اُس کے حُکم کے ہل نہیں سکتا۔

نبوت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا اُن کو نبی کہتے ہیں

انبیا وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی[1] آتی ہے۔ یہ وحی کبھی فرشتہ کی معرفت آتی ہے کبھی بے واسطہ۔ انبیا گناہوں سے پاک ہیں۔ ان کی عادتیں خصلتیں نہایت پاکیزہ ہوتی ہیں۔ اُن کا نام نسب، جسم، قول، فعل، حرکات، سکنات سب اعلیٰ درجہ کے اور نفرت انگیز[2] باتوں سے پاک ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ عقل کامل عطا فرماتا ہے۔ دُنیا کا بڑے سے بڑا عقلمند اُن کی عقل کے کروڑویں درجہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ انہیں اللہ تعالیٰ غیب[3] پر مطلع فرماتا ہے وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی طاعت[4] وعبادت[5] میں مشغول رہتے ہیں اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم پہنچاتے اور اس کا رستہ دکھاتے ہیں۔

نبوّت بہت بلند اور بڑا مرتبہ ہے۔ کوئی شخص عبادت وغیرہ سے حاصل نہیں کر سکتا چاہے عُمر بھر روزہ دار رہے، رات بھر سجدوں میں رویا کرے، تمام مال و دولت خدا کی راہ

---

[1] وحی: پیغام الٰہی۔ [2] نفرت انگیز: نفرت پیدا کرنے والی

[3] غیب: چھپی چیزیں جو حواس اور اٹکل سے نہ معلوم ہوسکیں۔ ۱۲

[4] طاعت: بندگی۔ [5] عبادت: پرستش (پوجا)

میں صدقہ کر دے۔ اپنے آپ بھی اسی دین پر فدا ہو جائے مگر اس سے نبوت نہیں پا سکتا۔ نبوت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

نبی کی فرماں برداری اور اطاعت فرض ہے۔ انبیا تمام مخلوق سے افضل ہیں اُن کی تعظیم و توقیر فرض اور اُن کی ادنیٰ توہین یا تکذیب[1] کفر ہے۔ آدمی جب تک ان سب کو نہ مانے مومن نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے دربار میں انبیا علیہم السلام کی بہت عزت اور مرتبت ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔

ان انبیا میں سے جو نئی شریعت[2] لائے ان کو رسول کہتے ہیں۔ تمام انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے ایک آن کے لئے ان پر موت آئی پھر زندہ ہو گئے۔

دُنیا میں سب سے پہلے آنے والے نبی آدم علیہ السلام ہیں۔ جن سے پہلے آدمیوں کا سلسلہ نہ تھا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی قدرت کاملہ سے بے ماں باپ

---

[1] تکذیب: جھٹلانا۔ [2] شریعت: راہ دین

کے پیدا کیا اور اپنا خلیفہ بنایا اور علم اسمار عنایت کیا۔ ملائکہ[1] کو اُن کے سجدے کا حکم کیا۔ انہیں سے انسانی نسل چلی۔ تمام آدمی انہیں کی اولاد ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے آقا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے بہت نبی بھیجے۔ قرآن پاک میں جن کا ذکر ہے ان کے اسمار مبارکہ یہ ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سُلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت الیسع علیہ السلام، حضرت یونس

---

[1] ملائکہ: فرشتے۔

علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ذو الکفل علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

انبیاء کے رتبے

انبیاء کے مراتب میں فرق ہے۔ بعض کے رتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں۔ سب سے بڑا رتبہ ہمارے آقا و مولیٰ سید الانبیاء[1] محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے حضور خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور پر ختم فرما دیا۔ حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ جو شخص حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنا جائز سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے، تمام انبیا کو جو کمالات جدا جدا عنایت ہوئے وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور کی ذات عالی میں جمع فرما دیئے اور حضور کے خاص کمالات بہت زائد ہیں۔ حضور اللہ کے محبوب ہیں۔

---

[1] سید الانبیاء : نبیوں کے سردار۔

خدا کی راہ انبیا ہی کے ذریعہ سے ملتی ہے اور انسان کی نجات کا دارو مدار انہیں کی فرماں برداری پر ہے۔

سوالات

س :۔ کیا جنّ اور فرشتے بھی نبی ہوتے ہیں ؟

ج :۔ نہیں۔ نبی صرف انسانوں میں سے ہوتے ہیں اور ان میں سے بھی فقط مرد۔ کوئی عورت نبی نہیں ہوئی۔

س :۔ کیا غیر نبی کے پاس بھی وحی آتی ہے ؟

ج :۔ وحی غیر نبی کے پاس نہیں آتی، جو اس کا قائل ہو وہ کافر ہے ؟

س :۔ کیا انبیاء کے سوا اور کوئی بھی معصوم ہوتا ہے ؟

ج :۔ ہاں فرشتے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ اور کوئی نہیں۔

س :۔ معصوم کسے کہتے ہیں ؟

ج :۔ جو اللہ کی حفاظت میں ہو اور اس وجہ سے اس کا گناہ کرنا ناممکن ہو۔

س:۔ کیا امام اور ولی بھی معصوم ہوتے ہیں؟

ج:۔ انبیاء اور فرشتوں کے سوا معصوم کوئی بھی نہیں ہوتا اور اولیاء کو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے گناہوں سے بچاتا ہے مگر معصوم صرف انبیاء اور فرشتے ہی ہیں۔

س:۔ علمِ اسماء کس کو کہتے ہیں؟

ج:۔ اللہ تعالیٰ نے جو حضرت آدم علیہ السلام کو ہر چیز اور اس کے ناموں کا علم عطا فرمایا تھا اس کو علمِ اسماء کہتے ہیں۔

س:۔ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیسا سجدہ کیا تھا؟

ج:۔ یہ سجدۂ تعظیمی تھا جو خدا کے حکم سے ملائکہ نے کیا اور سجدۂ تعظیمی پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔ ہماری شریعت میں جائز نہیں اور سجدۂ عبادت پہلی شریعتوں میں بھی کبھی خدا کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ہوا۔

معجزات

وہ عجیب و غریب کام جو عادتاً ناممکن ہوں جیسے مردوں کو زندہ کرنا۔ اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دینا، انگلیوں

سے چشمے جاری کرنا۔ ایسی باتیں اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں اُن کو مُعجزہ کہتے ہیں، مُعجزات انبیاء سے بہت ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور یہ ان کی نبوت کی دلیل ہیں۔ معجزات دیکھ کر آدمی کا دل نبی کی سچّائی کا یقین کر لیتا ہے جس کے ہاتھ سے قدرت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں جن کے مقابل سب لوگ عاجز و حیران ہیں ضرور وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے چاہے ضدی دشمن نہ مانے مگر دل یقین کر ہی لیتا ہے اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں۔

کوئی جھوٹا نبوت کا دعویٰ کر کے معجزہ ہرگز نہیں دکھا سکتا قدرت اس کی تائید نہیں فرماتی۔ ہمارے حضور سیدِ انبیاء[1] صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم[2] کے معجزات بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے معراج شریف بہت مشہور معجزہ ہے۔ حضور رات کے تھوڑے سے حصّہ میں مکہ معظمہ سے بیت المقدس

---

[1] سیدِ انبیاء: نبیوں کے سردار۔ [2] صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم: اللہ تعالیٰ کی اُن پر رحمتیں اور سلام ۱۲

تشریف لے گئے وہاں انبیاء کی امامت فرمائی۔

بیت المقدس سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ کے قرب[1] کا وہ مرتبہ پایا کہ کبھی کسی انسان یا فرشتے، نبی یا رسول نے نہ پایا تھا۔ خداوند عالم کا جمالِ پاک اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا۔ کلامِ الٰہی سُنا۔ آسمان و زمین کے تمام ملک ملاحظہ فرمائے۔ جنتوں کی سیر کی۔ دوزخ کا معائنہ فرمایا۔ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک راہ میں جو قافلے ملے تھے صبح کو اُن کے حالات بیان فرمائے۔

قرآن شریف کا بیان

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے اتارا۔ اس میں سارے علم ہیں اور وہ بے مثل کتاب ہے، ویسی کوئی دوسرا نہیں بنا سکتا چاہے تمام دنیا کے لوگ مل جائیں مگر ایسی کتاب نہیں بنا سکتے۔

[1] قرب: نزدیکی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب اپنے پیارے نبی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری جیسے اس سے پہلے توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زبور، حضرت داؤد علیہ السلام پر انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور دوسری کتابیں اور نبیوں پر اُتاری تھیں۔

وہ سب کتابیں برحق ہیں۔ ہمارا اُن سب پر ایمان ہے مگر پہلے زمانے کے شریر لوگوں نے اگلی کتابوں کو بدل ڈالا۔ وہ اصلی نہیں ملتیں۔ قرآن شریف کا اللہ تعالیٰ خود نگہبان ہے، اس لئے وہ جیسا اُترا ویسا ہی ہے اور ہمیشہ ویسا ہی رہے گا۔ سارا زمانہ چاہے تو بھی اس میں ایک حرف کا فرق نہیں آسکتا۔

سوالات

س :- دُنیا میں کوئی آسمانی کتاب بھی ہے؟

ج :- آسمانی کتاب سے کیا مطلب ہے؟

س :- خدا کی کتاب؟

ج :- جی ہے۔

س:۔ کون سی ؟

ج :۔ قرآن شریف۔

س:۔ اُس میں کیا بیان ہے ؟

ج :۔ اُس میں سارے علم ہیں۔

س:۔ وہ کتاب کس لئے آئی ؟

ج :۔ بندوں کی رہنمائی کے لئے تاکہ بندے اللہ اور اس کے رسول کو جانیں اور ان کی مرضی کے کام کریں۔

س:۔ قرآن شریف کس پر اُترا ؟

ج :۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

س:۔ کب اُترا ؟

ج :۔ اب سے تیرہ سو برس پہلے۔

س:۔ کیا قرآن شریف کے سوا اللہ تعالیٰ نے کوئی اور کتاب بھی اُتاری ؟

ج :۔ جی ہاں۔

س:۔ کون کون سی ؟

ج :- سب کتابوں کے نام تو معلوم نہیں مشہور کتابیں یہ ہیں :
توریت ، انجیل ، زبور۔

س :- کیا صحیح توریت اور صحیح انجیل اور صحیح زبور آج کل کہیں ملتی ہیں ؟
ج :- جی نہیں۔

س :- کیوں ؟

ج :- عیسائیوں اور یہودیوں نے ان کتابوں میں اپنی مرضی سے گھٹا بڑھا کر کچھ کا کچھ کر دیا۔

س :- کیا صحیح قرآن شریف ملتا ہے ؟

ج :- جی ہاں قرآن شریف ہر جگہ صحیح ہی ملتا ہے ؟

س :- کیا وہ نہیں بدلا ؟

ج :- جی وہ نہیں بدل سکتا۔ اس میں ایک حرف کا بھی فرق نہیں ہو سکتا۔

س :- کیوں ؟ ج :- اس لئے کہ اس کا نگہبان اللہ ہے۔

س :- قرآن شریف کہاں ملتا ہے ؟

ج :- ہر شہر اور ہر گاؤں میں، ہر مسلمان کے گھر میں ہوتا

ہے اور مسلمانوں کے بچے بچے کو یاد ہے۔

س:۔ تم نے کیسے جانا کہ وہ خدا کی کتاب ہے؟

ج:۔ جیسے خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کی طرح کوئی چیز کسی سے نہیں بن سکتی، ایسے ہی قرآن شریف کی طرح کوئی کتاب کسی سے نہیں بن سکتی۔ اس سے ہم نے جانا کہ وہ خدا کی کتاب ہے، آدمی کی ہوتی تو کوئی اور بھی ویسی بنا سکتا۔

س:۔ کیا ہندوؤں کے پاس کوئی خدا کی کتاب ہے؟

ج:۔ جی نہیں۔

س:۔ وید کیا ہے؟

ج:۔ پرانے زمانے کے شاعروں کی نظمیں۔!

ملائکہ[1] کا بیان

فرشتے اللہ کے ایمان دار، مکرم[2] بندے ہیں جو اس

---

[1] فرشتے [2] عزت والے

کی نافرمانی کبھی نہیں کرتے، ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہیں، ان کے جسم نورانی ہیں اور وہ نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، ہر وقت اللہ کی عبادت میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ قدرت دی ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کریں وہ جدا گانہ کاموں پر مقرر ہیں۔ بعضے جنّت پر، بعضے دوزخ پر، بعضے آدمیوں کے عمل لکھنے پر، بعضے روزی پہنچانے پر، بعضے پانی برسانے پر، بعضے ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت بنانے پر، بعضے آدمیوں کی حفاظت پر، بعضے روح قبض کرنے پر، بعضے قبر میں سوال کرنے پر، بعضے عذاب پر، بعضے رسول علیہ السلام کے دربار میں مسلمانوں کے درود وسلام پہنچانے پر۔ بعضے انبیاء کے پاس وحی لانے پر۔

ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت عطا فرمائی ہے۔ وہ ایسے کام کر سکتے ہیں جسے لاکھوں آدمی مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ ان میں چار فرشتے بہت عظمت رکھتے ہیں، حضرت جبرئیل،

حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام۔

سوالات

س:۔ کیا فرشتے دیکھنے میں آتے ہیں؟

ج:۔ ہمیں تو نظر نہیں آتے مگر جنہیں اللہ چاہتا ہے وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔ انبیاء انہیں ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اُن سے کلام ہوتا ہے۔ قبروں میں مُردے بھی فرشتوں کو دیکھتے ہیں، اور بھی جسے اللہ چاہے دیکھ سکتا ہے۔

س:۔ ہر آدمی کے ساتھ ایک ہی فرشتہ عُمر بھر اس کے عمل لکھا کرتا ہے یا کئی؟

ج:۔ نیکی اور بدی کے لکھنے والے علیحدہ علیحدہ ہیں اور رات کے علیحدہ ہیں اور دن کے علیحدہ ہیں۔

س:۔ کُل فرشتے کتنے ہیں؟

ج:۔ بہت ہیں، ہمیں ان کی تعداد معلوم نہیں۔

تقدیر

دُنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں، نیکی بدی وہ سب اللہ کے علم ازلی[1] کے مطابق ہوتا ہے. جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب اللہ کے علم میں ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا ہے.

سوالات

س :- کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ہے؟

ج :- نہیں، بندہ کو اللہ تعالیٰ نے نیکی و بدی کرنے پر اختیار دیا ہے. وہ اپنے اختیار سے جو کچھ کرتا ہے وہ سب اللہ کے یہاں لکھا ہوا ہے۔

موت اور قبر کا بیان

ہر شخص کی عُمر مُقرر ہے نہ اُس سے گھٹے نہ بڑھے. جب وہ عُمر پوری ہو جاتی ہے تو مَلَکُ الموت علیہ السلام اس کی

---

[1] علم ازلی : خدا کا قدیم علم جو ہمیشہ سے ہے۔

جان نکال لیتے ہیں۔ موت کے وقت مرنے والے کے داہنے بائیں جہاں تک نظر جاتی ہے فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے پاس رحمت کے فرشتے، کافر کے پاس عذاب کے۔ مسلمانوں کی روح کو فرشتے عزت کے ساتھ لے جاتے ہیں۔ کافر کی روح کو عذاب کے فرشتے حقارت کے ساتھ لے جاتے ہیں۔ روحوں کے رہنے کے لئے مقامات مقرر ہیں۔ نیکوں کے علیحدہ بدوں کے علیحدہ۔ مگر وہ کہیں ہوں جسم سے ان کو تعلق باقی رہتا ہے۔ اس کی ایذا سے ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ قبر پر آنے والوں کو دیکھتے ہیں۔ ان کی آواز سنتے ہیں۔ مرنے کے بعد روح کسی دوسرے بدن میں جاکر پھر نہیں پیدا ہوتی۔ یہ جاہلانہ خیال ہے اسی کو آواگون کہتے ہیں۔

موت یہی ہے کہ روح جسم سے جدا ہو جائے، لیکن جدا ہوکر وہ فنا نہیں ہو جاتی۔ دفن کے بعد قبر مردے

کو دبانی ہے۔ جب دفن کرنے والے دفن کر کے واپس
ہو جاتے ہیں تو مردہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے
اس کے بعد دو فرشتے زمین چیرتے آتے ہیں' ان کی
صورتیں ڈراؤنی، آنکھیں نیلی کالی، ایک کا نام منکر اور
دوسرے کا نام نکیر ہے وہ مردے کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں
اور اس سے سوال کرتے ہیں۔

(۱) تیرا رب کون ہے (۲) تیرا دین کیا ہے
(۳) حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں' تو
ان کے حق میں کیا کہتا ہے۔ مسلمان جواب دیتا ہے۔ میرا
رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ یہ اللہ کے رسول ہیں
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ
وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا۔ پھر
اُس کی قبر روشن اور فراخ کر دی جاتی ہے۔ آسمان سے ایک
منادی ندا کرتا ہے۔ میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ اس

کے لئے جنتی فرش بچھاؤ۔ جنتی لباس پہناؤ۔ جنت کی طرف دروازے کھولو۔ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اب تو آرام کر۔

کافر ان سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا اور ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ۔ آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو۔ اس سے دوزخ کی گرمی اور لپیٹ آتی رہے۔ پھر اس پر فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو لوہے کے بڑے بڑے گرزوں سے مارتے ہیں اور عذاب کرتے ہیں۔

سوالات

س: آواگون کو کون لوگ مانتے ہیں؟

ج:۔ ہندو۔

س: کیا قبر ہر مردے کو دبانی ہے؟

ج :- انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم مستثنٰی ہیں۔ اُن کے سوا سب مسلمانوں کو بھی قبر دباتی ہے اور کافروں کو بھی، لیکن مسلمانوں کو دبانا شفقت کے ساتھ ہوتا ہے جیسے ماں بچّے کو سینے سے لگا کر چپٹائے اور کافر کو سختی سے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہیں۔

س :- کیا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن سے قبر میں سوال نہیں ہوتا؟

ج :- ہاں۔ جن کو حدیث میں مستثنٰی کیا گیا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام اور جمعہ اور رمضان میں مرنے والے مسلمان۔

س :- قبر میں عذاب فقط کافر پر ہوتا ہے یا مسلمان پر بھی۔؟

ج :- کافر تو عذاب ہی میں رہیں گے اور بعض مسلمان گنہ گار پر بھی عذاب ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے صدقات دُعا، تلاوتِ قرآن اور دوسرے ثواب پہنچانے کے

طریقوں سے اس میں تخفیف ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس عذاب کو اُٹھا دیتا ہے۔ بعض کے نزدیک مسلمان پر سے قبر کا عذاب جمعہ کی رات آتے ہی اٹھا دیا جاتا ہے۔

س:۔ جو مُردے دفن نہیں کئے جاتے اُن سے بھی سوال ہوتا ہے؟

ج:۔ ہاں، خواہ وہ دفن کیا جائے یا نہ کیا جائے یا اُسے کوئی جانور کھا جائے۔ ہر حال میں اُن سے سوال ہوتا ہے اور اگر قابلِ عذاب ہے تو عذاب بھی۔

حشر کا بیان

جیسے ہر چیز کی ایک عمر مقرر ہے اس کے پورے ہونے کے بعد وہ چیز فنا ہو جاتی ہے ایسے ہی دُنیا کی بھی ایک عمر اللہ کے علم میں مقرر ہے۔ اس کے پورا ہونے کے بعد دُنیا فنا ہو جائے گی۔ زمین، آسمان، آدمی، جانور، کوئی بھی باقی

نہ رہے گا۔ اس کو قیامت کہتے ہیں، جیسے آدمی کے مرنے سے پہلے بیماری کی شدت، موت کے سکرات نزع کی حالتیں ظاہر ہوتی ہیں ایسے ہی قیامت سے پہلے علامات ہیں۔

قیامت کی نشانیاں

قیامت کے آنے سے پہلے علم اُٹھ جائے گا۔ عالم باقی نہ رہیں گے۔ جہالت پھیل جائے گی۔ بدکاری اور بے حیائی زیادہ ہوگی۔ عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ جائے گی۔ بڑے دجال کے سوا تیس[۳۰] دجال اور ہوں گے ہر ایک اُن میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا، باوجودیکہ حضور پُرنور سید انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی، ان میں سے بعضے دجال تو گزر چکے۔ جیسے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، مرزا علی محمد باب، مرزا علی حسین بہاء اللہ، مرزا غلام احمد قادیانی۔ بعضے اور باقی ہیں وہ بھی

ضرور ہوں گے۔ مال کی کثرت ہوگی۔ عرب میں کھیتی باغ نہریں ہو جائیں گی۔ دین پر قائم رہنا مشکل ہو گا۔ وقت بہت جلد گزرے گا۔ زکوٰۃ دینا لوگوں کو دشوار ہو گا۔ علم کو لوگ دُنیا کے لئے پڑھیں گے۔ مرد عورتوں کی اطاعت کریں گے۔ ماں باپ کی نافرمانی زیادہ ہوگی، شراب نوشی عام ہو جائے گی۔ نااہل سردار بنائے جائیں گے۔ نہر فرات سے سونے کا خزانہ کھلے گا۔ زمین اپنے دفینے اُگل دے گی۔ امانت غنیمت سمجھی جائے گی۔ مسجدوں میں شور مچیں گے۔ فاسق سرداری کریں گے۔ فتنہ انگیزوں کی عزت کی جائے گی۔ گانے بجانے کی کثرت ہوگی۔ پہلے بزرگوں پر لوگ لعن طعن کریں گے۔ کوڑے کی نوک اور جوتے کے تسمہ باتیں کریں گے۔ دجّال اور دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہر ہوں گے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نزول[1] فرمائیں گے۔

---

[1] نزول: اُترنا

آفتاب[1] مغرب[2] سے طلوع[3] ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔

سوالات

س:۔ دجال کس کو کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے کا حال بیان فرمائیے؟

ج:۔ دجال مسیح کذاب کا نام ہے۔ اس کی ایک آنکھ ہوگی وہ کانا ہوگا اور اس کی پیشانی پر ک۔ ا، ف، ر (یعنی کافر) لکھا ہوگا۔ ہر مسلمان اس کو پڑھے گا۔ کافر کو نظر نہ آئے گا وہ چالیس دن میں تمام زمین میں پھرے گا مگر مکہ شریف اور مدینہ شریف میں داخل نہ ہوسکے گا۔ ان چالیس دن میں پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ دوسرا ایک مہینے کے برابر۔ تیسرا ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن معمولی دنوں کے برابر ہوں گے۔ دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس کے ساتھ ایک باغ اور ایک آگ ہوگی

---

[1] آفتاب: سورج: [2] مغرب: پچھم۔ [3] طلوع: سورج کا نکلنا

جس کا نام وہ جنت دوزخ رکھے گا۔ جو اس پر ایمان
لائے گا اس کو وہ اپنی جنت میں ڈالے گا جو حقیقت
میں آگ ہوگی اور جو اس کا انکار کرے گا اس کو اپنی
جہنم میں داخل کرے گا جو واقع میں آسائش کی جگہ
ہوگی۔ بہت سے عجائبات دکھائے گا، زمین سے سبزہ
اُگائے گا، آسمان سے مینھ برسائے گا، مُردے کو زندہ
کرے گا ایک مومن[1] صالح[2] اس طرف متوجہ ہوں گے اور ان
سے دجال کے سپاہی کہیں گے۔ کیا تم ہمارے رب پر
ایمان نہیں لاتے، وہ کہیں گے میرے رب کے دلائل
چھپے ہوئے نہیں ہیں پھر وہ ان کو پکڑ کر دجال کے پاس
لے جائیں گے۔ یہ دجال کو دیکھ کر فرمائیں گے، اے لوگو!
یہ وہی دجال ہے جس کا رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم
نے ذکر فرمایا ہے۔ دجال کے حکم سے ان کو زد و کوب[3]
کیا جائے گا۔ پھر دجال کہے گا کیا تم میرے اوپر ایمان

---

[1] مومن: ایمان دار [2] صالح: نیک [3] زدوکوب: مار پیٹ۔

نہیں لاتے۔ وہ فرمائیں گے تو مسیح کذاب ہے۔ دجّال کے حکم سے ان کا جسم مبارک سر سے پاؤں تک چیر کے دوٗ حصّے کر دیا جائے گا اور ان دونوں حصّوں کے درمیان دجّال چلے گا۔ پھر کہے گا اُٹھ! تو وہ تندرست ہو کر اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ تب ان سے دجّال کہے گا۔ تم مجھ پر ایمان لاتے ہو وہ فرمائیں گے میری بصیرت[1] اور زیادہ ہو گئی۔ اے لوگو! یہ دجّال اب میرے بعد کسی کے ساتھ پھر ایسا نہیں کر سکتا۔ پھر دجّال انھیں پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا اور اس پر قادر نہ ہو سکے گا۔ پھر ان کے دست و پا[2] پکڑ کر اپنی جہنم میں ڈالے گا۔ لوگ گمان کریں گے کہ ان کو آگ میں ڈالا۔ مگر درحقیقت وہ آسائش کی جگہ ہوں گے۔

س:۔ دابّۃ الارض کیا چیز ہے؟

ج:۔ دابّۃ الارض ایک عجیب شکل کا جانور ہے جو کوہِ[3] صفا

---

[1] بصیرت: علم [2] دست و پا: ہاتھ پاؤں [3] کوہ: پہاڑ

سے ظاہر ہو کر تمام شہروں میں نہایت جلد پھرے گا فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا۔ ہر شخص پر ایک نشانی لگائے گا۔ ایمان داروں کی پیشانی پہ عصائے موسیٰ علیہ السلام سے ایک نورانی خط کھینچے گا کافر کی پیشانی پہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری سے کالی مہر کرے گا۔

س: یاجوج ماجوج کون ہیں؟

ج: یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے فسادی گروہ ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہ زمین میں فساد کرتے تھے۔ ایام ربیع میں نکلتے تھے۔ سبزہ ذرا نہ چھوڑتے تھے۔ آدمیوں کو کھا لیتے تھے۔ جنگل کے درندوں اور وحشی جانوروں، سانپوں، بچھوؤں، کو کھا جاتے تھے۔ حضرت سکندر ذوالقرنین نے

۱؎ پیشانی: ماتھا۔ ۲؎ عصا: لاٹھی ۳؎ خط: لکیر ۴؎ انگشتری: انگوٹھی ۵؎ ایام: زمانہ

آہنی[1] دیوار کھینچ کر ان کی آمد بند کر دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد جب آپ دجّال کو قتل کر کے بحکم الٰہی مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جائیں گے اس وقت وہ دیوار توڑ کر نکلیں گے اور زمین میں فساد اٹھائیں گے۔ قتل و غارت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہلاک کرے گا۔

س: حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ حال بیان فرمائیے؟

ج: حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ ہیں۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل[2] میں سے حسنی سید ہوں گے۔ جب دنیا میں کفر پھیل جائے گا اور اسلام حرمین[3] شریفین کی طرف سمٹ جائے گا۔ اولیاؤ[4]

---

[1] آہنی: لوہے کی۔ [2] آل: اولاد [3] حرمین شریفین: مکہ شریف اور مدینہ شریف
[4] اولیاء: خدا کے پیارے بندے۔

ابدال[1] وہاں کو ہجرت[2] کر جائیں گے۔ ماہِ رمضان میں ابدال کعبہ شریف کے طواف میں مشغول ہوں گے۔ وہاں اولیاء حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچان کر ان سے بیعت کی درخواست کریں گے۔ آپ انکار فرمائیں گے۔ غیب سے ندا[3] آئے گی۔ ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُّ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْا یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کا حکم سنو اور اطاعت[4] کرو۔ لوگ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے، وہاں سے مسلمانوں کو ساتھ لے کر شام تشریف لے جائیں گے۔ آپ کا زمانہ بڑی خیر و برکت کا ہوگا۔ زمین عدل و انصاف سے بھر جائے گی۔

س: حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کا

---

[1] ابدال: اولیاء کے ایک خاص طبقہ کو کہتے ہیں۔ جب ان میں سے ایک کی وفات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ دوسرے کو ان کا قائم مقام کرتا ہے۔ [2] ہجرت: وطن چھوڑنا [3] ندا: آواز [4] اطاعت: فرماں برداری

مختصر حال بیان کیجئے۔

ج:۔ جب دجّال کا فتنہ انتہا کو پہنچ چکے گا اور وہ ملعون تمام دنیا میں پھر کر ملک شام میں جائے گا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر شریعتِ محمدیّہ کے حاکم اور امام[1] عادل[2] و مجدّدِ ملت ہو کر نزول فرمائیں گے آپ کی نظر جہاں تک جائے گی وہاں تک آپ کی خوشبو پہنچے گی اور آپ کی خوشبو سے دجّال پگھلنے لگے گا اور بھاگے گا۔ آپ دجّال کو بیت المقدس کے قریب مقامِ لُد میں قتل کریں گے۔ ان کا زمانہ بڑی خیر و برکت کا ہو گا۔ مال کی کثرت ہو گی۔ زمین اپنے خزانے نکال کر باہر کرے گی۔ لوگوں کو مال سے رغبت نہ رہے گی۔ یہودیت نصرانیت اور تمام باطل دینوں کو آپ مٹا ڈالیں گے آپ کے عہدِ مبارک

---

[1] امام: پیشوا۔ [2] عادل: منصف

میں ایک دین ہوگا اسلام۔ تمام کافر ایمان لے آئیں گے اور ساری دنیا اہلِ سنت ہوگی۔ امن وامان کا یہ عالم ہوگا کہ شیر بکری ایک ساتھ چریں گے بچے سانپوں سے کھیلیں گے بغض وحسد کا نام ونشان نہ رہے گا جس وقت آپ کا نزول ہوگا فجر کی جماعت کھڑی ہوتی ہوگی آپ کو دیکھ کر امام آپ سے امامت کی درخواست کریں گے۔ آپ انھیں کو آگے بڑھائیں گے اور حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور سید انبیاء صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان وصفت اور آپ کی امت کی عزت وکرامت دیکھ کر امتِ محمدی میں داخل ہونے کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور آپ کو وہ بقا عطا فرمائی کہ آخر زمانہ میں امتِ محمدیہ کے

امام ہو کر نزول فرمائیں۔ آپ نزول کے بعد برسوں دنیا میں رہیں گے۔ نکاح کریں گے پھر وفات پا کر حضور سید انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

س: آفتاب کے مغرب سے طلوع کرنے اور دروازۂ توبہ کے بند ہونے کی کیفیت بیان فرمائیے؟

ج:۔ روزانہ آفتاب بارگاہ الٰہی میں سجدہ کر کے اذن[1] چاہتا ہے۔ اذن ہوتا ہے تب طلوع کرتا ہے۔ قریب قیامت جب دابۃ الارض نکلے گا حسب معمول آفتاب سجدہ کر کے طلوع کی اجازت چاہے گا۔ اجازت نہ ملے گی اور حکم ہوگا کہ واپس جا۔ تب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا اور نصف آسمان تک آ کر لوٹ جائے گا اور جانب[2] مغرب غروب کرے گا۔ اس کے بعد بدستور سابق مشرق سے طلوع کیا کرے گا۔

---

[1] اذن: اجازت۔ [2] جانب: طرف۔

آفتاب کے مغرب سے طلوع کرتے ہی توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر کسی کا ایمان لانا مقبول نہ ہو گا۔

س:۔ قیامت کب قائم ہو گی؟

ج:۔ اس کا علم تو خدا کو ہے۔ ہمیں اس قدر معلوم ہے کہ جب یہ سب علامتیں ہو چکیں گی اور روئے زمین پر کوئی خدا کا نام لینے والا باقی نہ رہے گا، تب حضرت اسرافیل علیہ السلام بحکم الٰہی صور پھونکیں گے اس کی آواز اوّل اوّل تو بہت نرم ہو گی، اور دم بدم بلند ہوتی جائے گی۔ لوگ اس کو سنیں گے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے۔ مر جائیں گے، زمین و آسمان اور تمام جہان فنا ہو جائے گا۔ پھر جب اللہ تعالےٰ چاہے گا حضرت اسرافیل کو زندہ کرے گا اور دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دے گا صور پھونکتے ہی پھر سب کچھ موجود ہو جائے گا

مردے قبروں سے اٹھیں گے۔ نامۂ اعمال ان کے ہاتھوں میں دے کر محشر میں لائے جائیں گے۔ وہاں جزا اور حساب کے لئے منتظر کھڑے ہوں گے آفتاب نہایت تیزی پر اور سروں سے بہت قریب بقدر ایک میل ہو گا۔ شدتِ گرمی سے بھیجے کھولتے ہوں گے۔ کثرت سے پسینہ آئے گا۔ کسی کے ٹخنے تک، کسی کے گھٹنے تک، کسی کے گلے تک کسی کے منہ تک مثل لگام کے ہر شخص کے حسب حال و اعمال ہو گا، پھر پسینہ بھی نہایت بدبودار۔

اس حالت میں طویل[1] عرصہ[2] گزرے گا پچاس ہزار سال کا تو وہ دن ہو گا اور اسی حالت میں آدھا گزر جائے گا لوگ سفارشی تلاش کریں گے جو اس مصیبت سے نجات دلائے اور جلد حساب شروع ہو۔ تمام انبیاء کے

---

[1] طویل: دراز [2] عرصہ: زمانہ

پاس حاضری ہوگی۔ لیکن کاربراری نہ ہوگی آخر
میں حضور پرنور سید انبیاء، رحمتِ عالم محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں فریاد لائیں گے۔
اور شفاعت کی درخواست کریں گے۔ حضور پرنور
علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے اَنَا لَھَا میں اس
کے لئے موجود ہوں۔ یہ فرماکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف
سے ارشاد ہوگا۔ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ
قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَہٗ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ـــــ
اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سجدے سے سر اٹھائیے۔
بات کہئے سُنی جائے گی۔ شفاعت کیجئے قبول
کی جائے گی۔ حضور کی ایک شفاعت تو تمام اہل محشر
کے لئے ہے۔ جو شدتِ ہول اور طول[1] وخوف سے

---

[1] طول : دیر تک ٹھہرنا

فریاد کر رہے ہوں گے اور یہ چاہتے ہوں گے کہ حساب فرما کر ان کے لیے حکم دے دیا جائے اب حساب شروع ہوگا۔ میزان عمل میں اعمال تولے جائیں گے۔ اعمال نامے ہاتھوں میں ہوں گے اپنے ہی ہاتھ پاؤں، بدن کے اعضاء اپنے خلاف گواہیاں دیں گے۔ زمین کے جس حصہ پر کوئی عمل کیا تھا وہ بھی گواہی دینے کو تیار ہوگا۔ عجب پریشانی کا وقت ہوگا۔ کوئی یار نہ غمگسار نہ بیٹا باپ کے کام آسکے گا نہ باپ بیٹے کے۔ اعمال کی پرسش ہے زندگی بھر کا کیا ہوا سب سامنے ہے۔ نہ گناہ سے مکر سکتا ہے نہ کہیں سے نیکیاں مل سکتی ہیں۔ اب بیکسی کے وقت میں دستگیر بے کساں حضور پرنور محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کام آئیں گے اور اپنے نیازمندوں اور امیدواروں کی شفاعت[1] فرمائیں گے

---

[1] شفاعت: سفارش

حضور کی شفاعتیں کئی طرح کی ہوں گی۔ بہت لوگ تو آپ کی شفاعت سے بے حساب داخل جنت ہوں گے اور بہت لوگ جو دوزخ کے مستحق ہوں گے حضور کی شفاعت سے دُخول[1] دوزخ سے بچیں گے اور جو گنہ گار مومن دوزخ میں پہنچ چکے ہوں گے وہ حضور کی شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ اہلِ جنت[2] بھی آپ کی شفاعت سے فیض پائیں گے۔ ان کے درجات بلند[3] کئے جائیں گے باقی اور انبیاء و مُرسلین و صحابہ و شہدا و علما و اولیا اپنے اپنے متوسلین[4] کی شفاعت کریں گے۔ لوگ علماء کو اپنے تعلقات یاد دلائیں گے۔ اگر کسی نے عالم کو دنیا میں وضو کے لئے پانی لاکر دیا ہوگا تو وہ بھی یاد دلا کر شفاعت کی درخواست کرے گا اور وہ اس کی

---

[1] دخول: داخل ہونا [2] اہلِ جنت: جنت والے [3] بلند: اونچے [4] متوسلین: وسیلہ رکھنے والے

شفاعت کریں گے۔

س:۔ محشر کے احوال[1] آفتاب کی نزدیکی سے بھیجے کھولنے بدبودار پسینوں کی تکالیف اور ان مصیبتوں میں ہزار ہا برس کی مدت تک مبتلا اور سرگرداں رہنے کا جو بیان فرمایا یہ سب کے لئے ہے یا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے اس سے مستثنیٰ بھی ہیں؟

ج:۔ ان احوال میں سے کچھ بھی انبیاء و اولیاء و اتقیاء و صلحاء کو نہ پہنچے گا وہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ان سب آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ ہوں گے، قیامت کا پچاس ہزار برس کا دن جس میں نہ ایک لقمہ کھانے کو میسّر ہوگا، نہ ایک قطرہ پینے کو نہ ایک جھونکا ہوا کا، اوپر سے آفتاب کی گرمی بھون رہی ہوگی۔ نیچے زمین کی تپش، اندر سے بھوک کی آگ

---

[1] احوال: خوف ۱۲

لگی ہوگی۔ پیاس سے گردنیں ٹوٹی جاتی ہوں گی۔ سالہا سال کی مدت، کھڑے کھڑے بدن کیسا دُکھا ہوا ہوگا۔ شدت خوف سے دل پھٹے جاتے ہوں گے۔ انتظار میں آنکھیں اُبلتی ہوں گی ـــــ بدن کا پرزہ پرزہ لرزتا کانپتا ہوگا۔ وہ طویل دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے خاص بندوں کے لئے ایک فرض نماز کے وقت سے زیادہ ہلکا اور آسان ہوگا۔ والحمدُ للہ رب العالمین۔

حساب کا بیان

حساب حق ہے۔ بندوں کے اعمال کا حساب ہوگا، میزان قائم کی جائے گی عمل تولے جائیں گے، نیک بھی، بد بھی، قول بھی، فعل بھی، کافروں کے بھی، مومنوں کے بھی، اور بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہوں گے جو بغیر حساب کے جنّت میں جائیں گے۔ ہر شخص کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا

جو فرشتوں نے لکھا تھا۔ نیکوں کے نامہ ہائے اعمال داہنے ہاتھ میں ہوں گے اور بدوں کے بائیں میں۔

صراط

جہنم کے اوپر ایک پُل ہے اس کو صراط کہتے ہیں، وہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ سب کو اس پر گزرنا ہے، جنت کا یہی راستہ ہے۔ اس پُل پر گزرنے میں لوگوں کی حالت جُدا گانہ ہوگی جیسا جس کا شخص ہوگا اس کے لئے ایسی ہی آسانی یا دُشواری ہوگی۔ بعضے تو یوں گزر جائیں گے جیسے بجلی کوندگئی ابھی اِدھر تھے ابھی اُدھر پہنچے۔ بعضے ہوا کی طرح، بعضے تیز گھوڑے کی طرح، بعضے آہستہ آہستہ بعضے گرتے پڑتے ارزتے لنگڑاتے اور بعضے جہنم میں گر جائیں گے۔ کُفار کے لئے بڑی حسرت کا وقت ہوگا۔ جب وہ پُل سے گزر نہ سکیں گے اور جہنم میں گر پڑیں گے اور ایمان داروں کو دیکھیں گے کہ وہ اس پُل پر بجلی کی طرح گزر گئے

یا تیز ہوا کی طرح اُڑ گئے یا سَرِیعُ السّیر[1] گھوڑے کی طرح دوڑ گئے۔

حوضِ کوثر

یہ ایک حوض ہے جس کی تہ مُشک کی ہے یاقوت اور موتیوں پر جاری ہے دونوں کنارے سونے کے ہیں اور اُن پر موتیوں کے قُبّے نصب ہیں۔ اس کے برتن (کُوزے) آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں اس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں[2]، مُشک سے زیادہ خوشبودار، جو ایک مرتبہ پیئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حوض اپنے حبیبِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عطا فرمایا ہے، حضور اس سے اپنی اُمّت کو سیراب فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب

---

[1] سریع السیر: تیز رفتار [2] شیریں: میٹھا۔

فرمائے۔ آمین۔

سوالات

س:۔ حساب کے بعد آدمی کہاں جائیں گے؟

ج:۔ مسلمان جنت میں اور کافر دوزخ میں!

س:۔ کیا سب مسلمان جنت میں جائیں گے اور سب کافر دوزخ میں، اور یہ دونوں جنت و دوزخ میں کتنے عرصہ رہیں گے؟

ج:۔ نیک مسلمان اور وہ گناہ گار مسلمان جن کے گناہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بخشدے وہ سب کے سب جنت میں رہیں گے اور بعض گناہ گار مسلمان جو دوزخ میں جائیں گے وہ بھی جتنا عرصہ خدا چاہے دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہ کر آخر کار نجات پائیں گے اور کافر سب کے سب جہنم میں جائیں گے۔ اور ہمیشہ اُسی میں

ہیں گے۔

س:۔ کیا جنّت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں یا پیدا کی جائیں گی؟

ج:۔ جنّت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں اور ہزاروں برس سے موجود ہیں۔

جنّت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اس دُنیا کے سوا دو اور عظیم الشان دار[۱] پیدا کئے ہیں۔ ایک دارالنعیم[۲] اس کا نام جنّت ہے اور ایک دارالعذاب[۳] جس کو دوزخ کہتے ہیں۔

جنّت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان دار بندوں

۱؎ دار: مکان ۲؎ دارالنعیم: نعمت کا مکان ۳؎ دارالعذاب: عذاب کا گھر

کے لئے انواع واقسام کی ایسی نعمتیں جمع فرمائی ہیں جن تک آدمی کا وہم وخیال نہیں پہنچتا۔ نہ ایسی نعمتیں کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں نہ کسی دل میں اُن کا خطرہ ہوا۔ اُن کا وصف پوری طرح بیان میں نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے تو وہیں ان کی قدر معلوم ہوگی۔ جنّت کی وُسعت کا یہ بیان ہے کہ اس میں سَو درجے ہیں۔ ہر درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین کے درمیان۔

اگر تمام جہان ایک درجہ میں جمع ہو تو ایک درجہ سب کے لئے کفایت کرے، دروازے اتنے وسیع کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستّر برس کی راہ ہے، جنّت میں صاف شفاف چمکدار سفید موتی کے بڑے بڑے خیمے نصب ہیں ان میں رنگارنگ عجیب وغریب نفیس فرش ہیں۔ اُن پر یاقوتِ سُرخ کے منبر ہیں۔ شہد وشراب کی نہریں جاری ہیں۔ اُن کے کناروں پر

مرصع[1] تخت بچھے ہیں۔ پاکیزہ صورت و لباس والے غلمان و
خدام کے انبوہ[2] ہیں جو ہر وقت خدمت کے لئے تیار ہیں۔ نیک
خو، برو و حسین و جمیل حوریں جن کے حُسن کی چمک دُنیا
میں ظاہر ہو تو اس کے مقابل آفتاب کا نُور پھیکا پڑ جائے۔
اُن نازنینوں کے بدن غایتِ[3] خوبی سے ایسے معلوم
ہوتے ہیں کہ گویا وہ یاقوت و مرجان کے بنے ہوئے ہیں۔
جب وہ ناز کے ساتھ خراماں[4] ہوتی ہیں تو ہزارہا نور پیکر[5]
خدام ان کے آنچل اُٹھائے چلتے ہیں۔ ان کے ریشمی لباس
کی چمک دمک نگاہوں کو جھپکاتی اور دیکھنے والوں کو متحیر[6]
بناتی ہیں مروارید[7] و مرجان[8] کے مرصع تاج ان کے زیبِ[9] سر ہیں۔
اُن کا رنگ ڈھنگ اُن کی ناز و ادا، اُن کے جواہرات کو

---

۱ مرصع: جڑاؤ ۲ انبوہ: بھیڑ ۳ نہایت: انتہا ۴ خراماں: ٹہلنے والے۔
۵ نُور پیکر: نورانی جسم والے ۶ متحیر: حیران ۷ مروارید: موتی۔
۸ مرجان: مونگا۔ ۹ زیب: سجاوٹ

شرما دینے والے صاف چمکدار اور عطر بیز[1] بدن اہل جنت کے لئے کیسے فرحت انگیز[2] ہیں جن سے پہلے کسی انس[3] و جن نے اُن حوروں کو چھوا تک نہیں، پھر یہ حُسن دلکش[4] دُنیا کے حُسن کی طرح خطرے میں نہیں کہ جوانی کا رنگ و روپ بڑھاپے میں رُخصت ہو جائے وہاں نہ بڑھاپا ہے نہ اور کوئی زوال[5] و نقصان[6]. جنت کے چمنستانوں کے درمیان یاقوت کے قصور[7] و ایوان[8] بنائے گئے ہیں ان میں یہ حوریں جلوہ گر ہیں. موتی کی طرح چمکتے خادم ان کے اور جنتیوں کے پاس بہشتی نعمتوں کے جام[9] اور ساغر[10] لئے دورے کر رہے ہیں. پروردگار[11] کریم[12] کی طرف سے دم بدم انواع و اقسام[13] کے تحفے اور ہدیے پہنچتے ہیں دائمی زندگی عیش مدام عطا کیا گیا. ہر خواہش

---

[1] عطر بیز: جس کے عطر کی خوشبو مہکے [2] فرحت انگیز: فرحت پیدا کرنیوالے [3] انس: انسان [4] دلکش: دل کھینچنے والا [5] زوال: جاتا رہنا [6] نقصان: گھٹنا [7] قصور: محل [8] ایوان: محل [9] جام: گلاس [10] ساغر: پیالہ [11] پروردگار: پالنے والا [12] کریم: بخشش کرنیوالا [13] انواع واقسام: طرح طرح

بے درنگ[1] پوری ہوتی ہے۔ دل میں جس چیز کا خیال آیا وہ فوراً حاضر۔ کسی قسم کا خوف و غم نہیں۔ ہر ساعت[2] ہر آن نعمتوں میں ہیں۔ جنّتی نفیس و لذیذ غذائیں، لطیف میوے کھاتے ہیں۔ بہشتی نہروں سے دودھ، شراب شہد وغیرہ پیتے ہیں۔ ان نہروں کی زمین چاندی کی سنگریزے جواہرات کے مٹی مُشک ناب کی، سبزہ زعفران کا ہے، ان نہروں سے نورانی پیالے بھر کر وہ جام پیش کرتے ہیں۔ جن سے آفتاب شرمائے ایک منادی اہل جنّت کو ندا کرے گا اے بہشت والو! تمہارے لئے صحت[3] ہے۔ کبھی بیمار نہ ہوگے تمہارے لئے حیات[4] ہے کبھی نہ مروگے، تمہارے لئے جوانی ہے بوڑھے نہ ہوگے۔ تمہارے لئے نعمتیں ہیں کبھی محتاج نہ ہوگے۔ تمام نعمتوں سے بڑھ کر سب سے پیاری دولت حضرت ربُّ العزّت جلّ جلالہٗ کا دیدار ہے جس سے اہل جنّت کی

---

[1] درنگ: دیر [2] ساعت: گھڑی [3] صحت: تندرستی [4] حیات: زندگی۔

آنکھیں بہرہ یاب[1] ہوتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی میسر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دوزخ کا بیان

قیامت کی مصیبتیں جھیل کر ابھی لوگ اس کی کرب[2] و دہشت[3] میں ہوں گے اور اچانک ان کو اندھیریاں گھیرلیں گی اور لپیٹ مارنے والی آگ ان پر چھا جائے گی اور اس کے غیظ و غضب[4] کی آوازیں سنائی دینے لگیں گی۔ اس وقت بدکاروں کو عذاب کا یقین ہوگا اور لوگ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔ اور فرشتے ندا کریں گے۔ کہاں ہے فلاں کا بیٹا جس نے دنیا میں لمبی امیدیں باندھ کر اپنی زندگی کو بدکاری میں ضائع[5] کیا۔ اب یہ ملائکہ ان لوگوں کو آہنی گرزوں سے ہنکاتے دوزخ میں لے جائیں گے۔ یہ ایک دار ہے

---

[1] بہرہ یاب: نصیب ور [2] کرب: تکلیف [3] دہشت: خوف۔
[4] غیظ و غضب: غصہ [5] ضائع: اکارت۔

جو ظالموں سرکشوں کے عذاب کے لئے بنایا گیا ہے۔ اُس میں گُھپ اندھیری اور تیز آگ ہے۔ کافر اس میں ہمیشہ قید رکھے جائیں گے اور آگ کی تیزی دم بدم زیادتی کرے گی۔ پینے کو انہیں گرم پانی ملے گا اور اس قدر گرم کہ جس سے منہ پھٹ جائے اور اوپر کا ہونٹ سُکڑ کر آدھے سر تک پہنچے اور نیچے کا پھٹ کر لٹک آئے۔ ان کی قرار گاہ جحیم[1] ہے ملائکہ ان کو ماریں گے۔ ان کی آرزو ہوگی کہ وہ کسی طرح ہلاک ہو جائیں۔ اور ان کی رہائی کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ قدم پیشانیوں سے ملا کر باندھ دیئے جائیں گے۔ گناہوں کی سیاہی سے منہ کالے ہوں گے۔ جہنم کے اطراف و جوانب[2] شور مچاتے اور فریاد کرتے ہوں گے کہ اے مالک[3] عذاب کا وعدہ ہم پر پورا ہو چکا۔ اے مالک لوہے کے بوجھ نے ہمیں چکنا چور کر دیا۔ اے مالک ہمارے بدنوں کی کھالیں جل گئیں، اے مالک ہم کو اس دوزخ سے

---

[1] جحیم: دوزخ کا ایک طبقہ ہے۔ [2] جوانب: اطراف۔ [3] مالک: داروغہ جہنم کا نام ہے۔ ۱۲

نکال، ہم پھر ایسی نافرمانی نہ کریں گے، فرشتے کہیں گے دُور ہو اب امن نہیں اور اس ذلت کے گھر سے رہائی نہ ملے گی اسی میں ذلیل پڑے رہو اور ہم سے بات نہ کرو۔ اس وقت ان کی امیدیں ٹوٹ جائیں گی اور دُنیا میں جو کچھ سرکشی وہ کرچکے ہیں اس پر افسوس کریں گے لیکن اس وقت عذر و ندامت[1] کچھ کام نہ آئے گا، افسوس کچھ فائدہ نہ دے گا بلکہ وہ ہاتھ پاؤں باندھ کر چہروں کے بل آگ میں ڈھکیل دیئے جائیں گے ان کے اوپر بھی آگ ہوگی نیچے بھی آگ، داہنے بھی آگ، بائیں بھی آگ، آگ کے سمندر میں ڈوبے ہوں گے۔ کھانا آگ اور پینا آگ، پہناوا آگ، اوڑھنا بچھونا آگ، ہر طرح آگ ہی آگ ہے۔ اُس پر گُرزوں کی مار اور بھاری بیڑیوں کا بوجھ، آگ انہیں اس طرح کھولائے گی جس طرح ہانڈیاں کھولتی ہیں وہ شور مچائیں گے۔ اُن کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کے پیٹ کی آنتیں اور بدنوں کی

[1] ندامت: شرمندگی

کھالیں پگھل جائیں گی۔ لوہے کے گرز مارے جائیں گے، جس سے پیشانیاں پنج جائیں گی۔ موںہوں سے پیپ جاری ہوگی، پیاس سے جگر کٹ جائیں گے آنکھوں کے ڈیلے بہہ کر رخساروں پر آپڑیں گے۔ رخساروں کے گوشت گرجائیں گے۔ ہاتھ پاؤں کے بال اور کھال گرجائیں گے اور نہ مریں گے۔ چہرے جل بھن کر کالے کوئلے ہو جائیں گے آنکھیں اندھی اور زبانیں گونگی ہو جائیں گی۔ پیٹھ ٹیڑھی ہو جائے گی۔ ناکیں اور کان کٹ جائیں گے کھال پارہ پارہ ہو جائے گی۔ ہاتھ گردن سے ملاکر باندھ دیئے جائیں گے اور پاؤں پیشانی سے۔ آگ پر منہ کے بل چلائے جائیں گے اور لوہے کے کانٹوں پر آنکھ کے ڈھیلوں سے راہ چلیں گے۔ آگ کی لپٹ بدن کے اندر سرایت کر جائے گی اور دوزخ کے سانپ بچھو بدن پر لپٹے ڈستے کاٹتے ہوں گے یہ مختصر حال ہے جو باجمال[1] ذکر کیا گیا۔ حدیث شریف میں ہے

---

[1] باجمال: مختصر

دوزخ میں ستّر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی[1] میں ستّر ہزار گھاٹیاں ہیں، ہر گھاٹی میں ستّر ہزار اژدہے اور ستّر ہزار بچھو ہیں۔ ہر کافر و منافق کو ان گھاٹیوں اور وادیوں میں پہنچنا ضرور ہے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا جُبِّ حُزن سے پناہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا: جُبّ حزن کیا چیز ہے؟ فرمایا: جہنّم میں ایک وادی ہے جس سے جہنّم بھی روزانہ ستّر ہزار بار پناہ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے غضب و عذاب سے پناہ دے اور ہمیں اور سب مسلمانوں کو اپنے عفو و کرم سے بخشے۔ آمین۔

جب تمام جنّتی جنّت میں پہنچ لیں گے اور دوزخ میں فقط وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ وہاں رہنا ہے۔ اس وقت جنّت اور دوزخ کے درمیان مینڈھے کی شکل میں موت لائی جائے گی اور تمام بہشتیوں اور دوزخیوں کو دکھا کر ذبح کر دی جائے گی اور فرما دیا جائے گا کہ اے

---

[1] وادی: جنگل۔

اہل جنت تمہارے لئے ہمیشہ ہمیشہ جنت اور اس کی نعمتیں اور اے اہل دوزخ تمہارے لئے ہمیشہ عذاب ہے۔ موت ذبح کردی گئی۔ اب ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ہلاکت و فنا نہیں اس وقت اہل جنت کے فرح و سرور[1] کی نہایت نہ ہوگی۔ اسی طرح دوزخیوں کے رنج و غم کی۔

ایمان کا بیان

وہ تمام امور جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی طرف سے لائے اور جن کی نسبت یقینی معلوم ہے کہ یہ دین مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے، ان سب کی تصدیق کرنا اور دل سے ماننا ایمان ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت[2]، تمام انبیاء کی نبوت۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا۔ یعنی یہ اعتقاد کہ حضور سب میں آخری نبی ہیں حضور کے بعد کسی کو نبوت نہیں

۱؎ فرح و سرور: خوشی۔ ۲؎ وحدانیت: یکتائی، ایک ہونا

مل سکتی۔ اسی طرح حشر و نشر[1]، جنّت و دوزخ وغیرہ کا اعتقاد اور زبان سے اقرار بھی ضروری ہے مگر حالتِ اکراہ[2] میں جبکہ خوفِ جان ہو اس وقت اگر تصدیق میں کچھ خلل[3] نہ آئے تو وہ شخص مومن ہے اگرچہ اس کو بحالت مجبوری زبان سے کلمۂ کفر کہنا پڑا ہو۔ مگر بہتر یہی ہے کہ ایسی حالت میں بھی کلمۂ کفر زبان پر نہ لائے۔ گُناہِ کبیرہ کرنے سے آدمی کافر اور ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ شرک و کفر کبھی نہ بخشے جائیں گے اور مُشرک و کافر کی ہرگز مغفرت[4] نہ ہوگی۔ ان کے سوا اللہ تعالیٰ جس گنہگار کو چاہے گا اپنے مقربوں کی شفاعت سے یا محض اپنے کرم سے بخشے گا۔ شرک یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو خُدا یا مُستحق عبادت سمجھے اور کفر یہ ہے کہ ضروریاتِ دین یعنی وہ اُمور جن کا دینِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] حشر و نشر: مرنے کے بعد زندہ کرکے اُٹھایا جانا [2] اکراہ: مجبوری
[3] خلل: نقصان۔ [4] مغفرت: بخشش

سے ہونا بہ یقین معلوم ہے، ان میں سے کسی کا انکار کرے۔

بعض افعال بھی تکذیب[1] و انکار کی علامات[2] ہیں اُن پر بھی حکم کفر دیا جاتا ہے جیسے زنار[3] پہننا، قشقہ[4] لگانا وغیرہ، ہر مشرک کافر ہے۔ کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور مسلمان کتنا بھی گناہ گار ہو کبھی نہ کبھی ضرور نجات پائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے حضور کی بے تامل تصدیق کی اور جو مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں، آپ کا اسم[5] مبارک عبداللہ بن قحافہ ہے۔ آپ کا رنگ گورا جسم چھریرا رخسار ستے ہوئے۔ آنکھیں حلقہ دار پیشانی اُبھری ہوئی تھی۔ آپ کے والدین اور بیٹے اور پوتے سب صحابی ہیں اور یہ

---

[1] تکذیب: جھٹلانا [2] علامات: نشانیاں۔ [3] زنار: جنیو

[4] قشقہ: ٹیکا۔ [5] اسم: نام

فضیلت صحابہ میں کسی کو حاصل نہیں۔ عام فیل[1] سے دو برس
چار ماہ بعد مکہ مکرمہ میں آپ کی ولادت[2] ہوئی۔ اپنی عمر شریف
میں حضور کی مفارقت[3] کبھی گوارا نہ کی۔ آپ کے بہت
فضائل ہیں۔ احادیث میں بہت تعریفیں آئی ہیں۔ آپ
کا لقب صدیق و عتیق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
کہ انبیاء و مرسلین کے بعد ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے
افضل کوئی شخص نہیں ہے جس پر آفتاب طلوع و غروب
ہوا ہو یعنی جب سے آفتاب کا طلوع و غروب ہے اور
جب تک رہے گا اس تمام زمانہ میں انبیا و مرسلین کے سوا
کسی شخص نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی برابر فضل و[4]
شرف نہیں پایا۔

آخر جمادی الاخری ۱۳ھ شب سہ شنبہ مدینہ منورہ
میں مغرب و عشا کے درمیان تریسٹھ سال کی عمر میں آپ

---

۱ عام فیل: اس سال کو کہتے ہیں جس میں ابرہا نے ہاتھیوں کا لشکر لیکر کعبہ شریف پر چڑھائی
کی تھی ۲ ولادت: پیدائش ۳ مفارقت: جدائی ۴ فضل و شرف: بزرگی۔

کا وصال ہوا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کی خلافت دو سال چار ماہ رہی (رضی اللہ عنہ) آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ ہے اور وہ باقی سب سے افضل ہیں آپ کا نامِ نامی عمر بن خطاب لقب فاروق کنیت ابو حفص ہے۔ آپ نبوت کے چھٹے سال چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے اور آپ کے اسلام لانے کے دن سے اسلام کا غلبہ شروع ہوا۔ آپ دوسرے خلیفہ ہیں۔ سب سے پہلے آپ ہی کا لقب امیر المومنین ہوا۔ آپ کا رنگ سفید سرخی مائل قامت[1] دراز۔ چشم[2] مبارک سرخ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلیفہ ہوئے۔

آپ کے عہد[3] میں بہت فتوحات ہوئیں آپ کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ آپ نے

---

[1] قامت: قد [2] چشم: آنکھ [3] عہد: زمانہ

مدینہ طیبہ میں آخر ذی الحجہ ۲۳ھ میں ساڑھے دس سال خلافت کر کے بعمر ۶۳ سال شہادت پائی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کے بعد خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ ہے۔ آپ کا اسم مبارک عثمان بن عفان ہے۔ آپ کا رنگ گورا جلد نازک چہرہ حسین سینہ چوڑا داڑھی بڑی تھی، آپ یکم محرم ۲۴ھ کو خلیفہ بنائے گئے آپ سخا[1] و حیا[2] میں مشہور ہیں اور آپ کے فضائل میں بکثرت حدیثیں مروی ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی شہزادیاں حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اسی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ آپ قریب بارہ سال کے خلافت فرما کر مدینہ طیبہ میں بعمر ۸۲

۱۔ سخا: سخاوت ۲۔ حیا: شرم

سال ۱۸؍ ذی الحجہ ۳۵ھ میں شہید ہوئے۔ آپ کے بعد سب سے افضل خلیفہ چہارم[1] امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کا اسم مبارک علی اور کنیّت ابوالحسن و ابوتراب۔ نو عمروں میں آپ سب سے پہلے اسلام لائے۔ اسلام لانے کے وقت آپ کی عمر شریف پندرہ یا سولہ سال یا اس سے کچھ کم و زیادہ تھی۔ آپ کا رنگ گندمی[2] آنکھیں بڑی۔ قد مبارک غیر طویل[3] داڑھی چوڑی اور سفید تھی۔ آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے دن خلیفہ بنائے گئے۔ حضور انور صلّی اللہ علیہ و آلہ وصحبہٖ وبارک وسلّم کی شہزادی خاتون جنّت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں۔

آپ کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔

---

[1] چہارم: چوتھے۔ [2] گندمی: گیہواں [3] غیر طویل: جو لمبا نہ ہو۔

آپ نے ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ کو چار سال نو مہینے چند روز خلافت فرما کر بعمر تریسٹھ ۶۳ سال شہادت پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عشرۂ مبشرہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دس ۱۰ اصحاب وہ ہیں جن کے بہشتی ہونے کی دُنیا میں خبر دے دی گئی اُن کو عشرۂ مبشرہ کہتے ہیں۔ اُن میں چار تو وہی خلفا ہیں جن کا ذکر ابھی گزرا، باقی حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

حضرت طلحہ، حضرت زُبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت سعد ابن ابی وقاص، حضرت سعید ابن زید، حضرت ابو عبیدہ بن جراح۔

احادیث میں بعض اور صحابہ کو بھی جنّت کی بشارت دی گئی ہے چنانچہ خاتون جنّت حضرت فاطمہ زہرا

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں وارد ہے کہ وہ جنت کی بی بیوں کی سردار ہیں اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں وارد ہے کہ وہ جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔

اسی طرح اصحابِ بدر اور اصحابِ بیعۃ الرضوان کے حق میں بھی جنت کی بشارتیں ہیں۔

امامت کا بیان

مسلمانوں کے لئے ایک ایسا امام ضروری ہے جو اُن میں شرع کے احکام جاری کرے۔ حدیں قائم کرے لشکر ترتیب دے۔ صدقات وصول کرے، چوروں، لٹیروں، حملہ آوروں کو مغلوب کرے، جمعہ وعیدین قائم کرے۔ مسلمانوں کے جھگڑے کاٹے۔ حقوق پر جو گواہیاں قائم ہوں وہ قبول کرے، اُن یتیموں کے نکاح کرے جن کے ولی نہ رہے ہوں اور

ان کے سوا وہ کام انجام دے جن کو ہر ایک آدمی انجام نہیں دے سکتا۔

امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ ظاہر ہو چھپا ہوا نہ ہو۔ ورنہ وہ کام انجام نہ دے سکے گا جن کے لئے امام کی ضرورت ہے۔ یہ بھی لازم ہے کہ امام قرشی ہو۔ قرشی کے سوا اور کی امامت جائز نہیں۔ امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمان مرد آزاد عاقل بالغ اور اپنی رائے، تدبیر اور شوکت و قوت سے مسلمانوں کے امور میں تصرف کر سکتا ہو، یعنی صاحب سیاست ہو اور اپنے علم، عدل اور شجاعت و بہادری سے احکام نافذ کرنے اور دار الاسلام کے حدود کی حفاظت اور ظالم و مظلوم کے انصاف پر قادر ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ متقی و پرہیزگار ہیں۔ ان کا ذکر ادب و محبت اور

تعظیم و توقیر کے ساتھ لازم ہے۔ اُن میں سے کسی کے ساتھ بد عقیدگی یا کسی کی شان میں بدگوئی انتہا درجہ کی بد نصیبی اور گمراہی ہے۔ وہ فرقہ نہایت بدبخت اور بددین ہے جو صحابہ پر لعن طعن کو اپنا مذہب بنائے۔ اُن کی عداوت[1] کو ثواب کا ذریعہ سمجھے۔

صحابہ کی بڑی شان ہے اُن کی ایذا[2] سے حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ایذا ہوتی ہے۔ کوئی ولی، کوئی غوث کوئی قطب مرتبہ میں کسی صحابہ کے برابر نہیں ہوسکتا۔ تمام صحابہ کرام جنّتی ہیں۔ روزِ محشر فرشتے اُن کا استقبال کریں گے۔

اولیاء اللہ

اللہ کے وہ مقبول بندے جو اس کی ذات و صفات کے عارف[3] ہوں اس کی اطاعت و عبادت کے پابند رہیں،

---

[1] عداوت: دشمنی [2] ایذا: تکلیف دینا [3] عارف: پہچاننے والا۔

گناہوں سے بچیں، اُنہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنا قربِ خاص عطا فرمائے، اُن کو اولیاء اللہ کہتے ہیں۔

ان سے عجیب و غریب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں، مثلاً آن کی آن میں مشرق سے مغرب میں پہنچ جانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا۔ جمادات[1] و حیوانات[2] سے کلام کرنا۔ بلائیں دفع کرنا۔ دُور دراز کے حالات اُن پر منکشف[3] ہونا۔ اولیا کی کرامتیں درحقیقت اُن انبیاء کے معجزات ہیں جن کے وہ اُمتی ہوں، اولیا کی محبت دارین[4] کی سعادت[5] اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مخلوق کی حاجتیں پوری کرتا ہے — ان کی دُعاؤں سے خلق فائدہ اُٹھاتی ہے

---

[1] جمادات: پتھر وغیرہ [2] حیوانات: جانور [3] منکشف: ظاہر۔
[4] دارین: دونوں جہان [5] سعادت: خوش نصیبی۔

ان کے مزاروں کی زیارت، ان کے عُرسوں کی شرکت سے برکات حاصل ہوتے ہیں۔ اُن کے وسیلے سے دُعا کرنا کامیابی ہے۔

مرنے کے بعد مُردوں کو صدقہ، خیرات، تلاوتِ قرآن شریف۔ ذکرِ الٰہی، دُعا سے فائدہ ہوتا ہے۔ اِن سب چیزوں کا فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی لئے فاتحہ اور گیارہویں وغیرہ مسلمانوں میں قدیم زمانہ سے رائج ہے اور صحیح احادیث سے یہ اُمور ثابت ہیں۔ ان کا مُنکر گُمراہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمانِ کامل پر زندہ رکھے اور اسی پر اُٹھائے اپنے محبوبوں کی محبت عطا فرمائے اور اپنے دُشمنوں سے بچائے۔ آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○